OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.10 Issue 11 June 2022

قرآنی اصطلاح "قوام" کا تصور، قدیم وجدید مفاہیم اور عصر حاضر میں ان کی معنویت

CONCEPT OF QURANIC TERM "QAWWAM", CLASSIC & MODERN INTERPRETATIONS AND ITS SIGNIFICANCE IN MODERN TIMES

Dr. Muhammad Abubakar Siddique
Research Associate, Islamic Research Index, AIOU, Islamabad.

Prof. Dr. Shah Mueenud Din Hashmi
Chairman, Department of Seerat Stuies, AIOU, Islamabad.

Abstract: Muslim family system is based on the Qur'anic concept of "Qawam". According to this Qur'anic verse, men have been made "Qawam" over women.In the present situation, the Muslim family system is facing many problems due to which some important questions related to the term Qawam have come up which can be answered in the light of the definitions of Qawam, opinions of jurists and interpretations of commentators. (1) In the present times, the economic conditions have changed a lot and women's participation in household chores and responsibilities is becoming equal to that of men. Or can women join in?(2) Sometimes a woman is financially superior to a man, her share in almsgiving is complete or more than that of a man. If so, can it be a rule?(3) Sometimes a man suffers from mental or psychiatric illness or due to being physically handicapped, his family life becomes like a suspended organ and the woman becomes active instead of the man. When a woman is fulfilling all or most of the responsibilities of a man and all the reasons for the virtue of a man are present in a woman, can it be considered as Qawam or be granted the virtue of men?(4) Sometimes men move to abroad for the purpose of education or job, in the absence of which women are responsible for all the decisions of household

transactions, child rearing and home care and family life, to which she is paying well. If so, can they become a shareholder in such a case?(5) In some cases, the woman is highly educated, while the man is illiterate and the woman is superior to the man in knowledge, foresight and understanding. A comprehensive selection of modern and classic Muslim scholar regarding interpretation of the Qawam and other related issues like powers and responsibilities will be discussed in this study.

Keywords: Qawwam, Concept of men superiority, Quranic Term, is the men superior? Women in Islam.

مسلم معاشرے میں خاندانی نظام کی بنیاد جن تصورات پر قائم ہے ان میں ''قوام'' کا تصور بنیادی اہمیت کا حامل ہے جو قرآن کریم میں ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ (سورۃ النساء: ۳۴) کے الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اس آیت کی رو سے مردوں کو خواتین پر ''قوام'' بنایا گیا ہے۔

قوام ایک خاص اصطلاح ہے، قدیم اور جدید مفسرین نے جس کی متعدد توضیحات و تعریفات کی ہیں۔ ان تعریفات کی بنا پر قوام سے متعلق بہت سے شرعی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ موجودہ حالات میں مسلم خاندانی نظام کو بہت سے مسائل در پیش ہیں جس کی وجہ سے قوام کی اصطلاح سے متعلق بعض اہم سوالات سامنے آتے ہیں جن کا جواب قوام کی تعریفات، فقہاء کی آراء اور مفسرین کی تفسیرات کی روشنی میں معلوم کیا جا سکتا ہے۔

قوام سے متعلق مفسرین، محدثین اور فقہاء نے متعدد تشریحات کی ہیں۔ قوام کی تشریحات میں عام طور پر مفسرین، محدثین اور فقہاء نے دو ابحاث کو ذکر کیا ہے۔ (۱) قوام کا معنی و مفہوم اور قیام کی وجہ سے حاصل ہونے والی اختیارات یا ذمہ داریاں (۲) قرآن کریم میں قوامیت کی وجہ تفضیل کو بیان کیا گیا ہے تو مردوں کی فضیلت کے اسباب کی تشریح کیا ہے۔ ان ابحاث کا خلاصہ ذیل کی تشریحات میں سامنے آتا ہے۔

قوام کا لغوی معنی اور مفہوم

قوام کے متعدد معانی اہل لغت بیان کیے ہیں۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وَرَجُلٌ قَائِمٌ مِنْ رِجَالٍ قُوَّمٍ وقُيَّمٍ وقِيَّمٍ وقُيَّامٍ وقِيَّامٍ. وقَوْمٌ: قِيلَ هُوَ اسْمٌ لِلْجَمْعِ، وَقِيلَ: جَمْعُ. التَّهْذِيبُ: وَنِسَاءٌ قُيَّمٌ وقَائِمَات أَعرف...أَيْ عزَموا فَقَالُوا، قَالَ: وَقَدْ يَجِيءُ الْقِيَامُ بِمَعْنَى الْمُحَافَظَةِ والإِصلاح؛ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ ([1])

یعنی قیام کا معنی کبھی محافظت اور اصلاح کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ"

صاحب المعجم الوسیط لکھتے ہیں:

(القوام) قوام كل شَيْء عماده ونظامه وَمَا يُقيم الْإِنْسَان من الْقُوت وقوام الْأَمر مَا يقوم بِهِ وَهُوَ قوام أهل بَيته يُقيم شَأْنهمْ(القوامة) الْقيام على الْأَمر أَو المَال أَو ولَايَة الْأَمر ([2])

گھر کے قوام سے مراد ایسا شخص ہے جو گھر کے معاملات کا ذمہ دار ہو اور قوامیت سے مراد کام یا مال کی ذمہ داری لینا اور معاملے کا ذمہ دار بننا ہے۔

احمد بن فارس نے مقاییس اللغۃ میں قوام کو اس طرح واضح کیا ہے:

وَيَكُونُ قَامَ بِمَعْنَى الْعَزِيمَةِ، كَمَا يُقَالُ: قَامَ بِهَذَا الْأَمْرِ، إِذَا اعْتَنَقَهُ. ([3])

یعنی ق و م کا مادہ عزیمت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے: "قام بہذ ا الامر" جب کوئی شخص کسی کام کی ذمہ داری اٹھالے۔

قوام کے معنی سے متعلق اہل لغت کے اقتباسات سے معلوم ہوا کہ قوام کا مطلب ذمہ داری اٹھانا ہے۔ قوام کے لغوی معنی کی بنیاد پر قرآن کریم کی آیت میں "الرجال قوامون على النساء" کا معنی یہ ہو گا کہ مردوں کو عورتوں کے معاملات کی ذمہ داری سونپی گئی ہے کیونکہ مردوں کو اللہ تعالی نے قوت بخشی ہے تو ذمہ داری بھی انہی کے سر پر ڈالی گئی ہے۔

قوام کا اصطلاحی معنی ومفہوم

ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں: "(مردوں کو) عورتوں پر قوام اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ ان کاموں کے ذمہ دار ہوتے ہیں جن کی ذمہ داری عورتیں نہیں ڈالی جاسکتی۔" ([4]) یعنی محنت اور مشقت والے کام اور نفقہ وسکنی کا بندوبست اور ایسے کام ہیں جو عورت کے سر پر نہیں ڈالے گئے اور یہ ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری قوامیت کو ولایت سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "قوامون یعنی وہ ان پر ذمہ دار ہوتے ہیں اور امر و نہی کے ذمہ دار ہوتے ہیں جیسے والی رعایا پر ذمہ دار ہوتا ہے۔"(5) یعنی جیسے والی یا گورنر اپنی رعایا کے مصالح کا ذمہ دار ہوتا ہے اور ان کو مفاسد سے بچانے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح مرد بھی عورت کی ذمہ داری اٹھاتا ہے اور اس کو مفاسد سے بچانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

زین الدین مناوی الجامع الصغیر کی شرح فیض القدیر میں قوامون جامع تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> مرد عورتوں پر اس طرح ذمہ دار ہیں جیسے والی اپنی رعایا پر ذمہ دار ہوتے ہیں، لہذا وہ انہیں ادب سکھائیں گے اور جن باتوں سے روکنا لازم ہو ان سے روکیں گے۔ لہذا ان پر حق ہے کہ وہ انہیں ان کاموں سے روکیں جس میں فتنہ ہو یا فتنہ پیدا ہو سکتا ہو۔ انہیں شریعت کے احکام اور ضروری آداب سکھائیں جس میں ان کا گھروں میں رہنا اور حماموں میں جانے سے رکنا شامل ہے۔(6)

ابن الاثیر نے صرف ذمہ داری کی بات کی ہے جب کہ علامہ عینی قوامیت کو ولایت کے مشابہ قرار دیتے ہیں جب کہ زین الدین مناوی تفصیل سے بتاتے ہیں کہ مرد عورتوں کو ادب سکھائیں گے اور جو برے یا فتنے والے کام ہوں ان سے دور رکھیں گے۔ تینوں تشریحات میں فرق اجمال اور تفصیل کا ہے، یہ تینوں تشریحات ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں بلکہ مفہوم کے لحاظ سے سب کا اتفاق ہے۔

قوام کا تصور، ذمہ داریاں اور ان کی تشریح

حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر

مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا گیا ہے یعنی ان پر امیر مقرر کیا گیا ہے تاکہ عورتیں ان کی اطاعت کریں ان معاملات میں جن میں اللہ تعالی نے انہیں اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی اطاعت یہ ہے کہ وہ اس کے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔(7)

امام مقاتل بن سلیمان کی تفسیر

یعنی عورتوں پر ذمہ دار مقرر کیے گئے ہیں کیونکہ بعض کو اللہ تعالی نے بعض پر فضیلت دے دی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرد کو اپنی بیوی پر حق کے معاملے میں فضیلت حاصل ہے۔ اور مال خرچ کرنے کی وجہ سے یعنی انہیں یہ

فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے مہر ادا کیا ہے۔ لہذا ان فضائل کی بنیاد پر انہیں ادب سکھانے اور روک ٹوک کی ذمہ داری دی گئی ہے۔(8)

امام ثعلبی کی تفسیر

امام ثعلبی کے مطابق قوام سے مراد ذمہ داری کو مبالغے کے ساتھ پورا کرنا ہے اور ذمہ داری تعلیم، تادیب اور اصلاح کی ہے۔ امام ثعلبی کے نزدیک تفضیل کا سبب متعین نہیں ہے بلکہ وہ کئی اقوال ذکر کرتے ہیں کہ تفضیل کا سبب عقل کی زیادتی، دین اور یقین کی زیادتی، عبادت کے مواقع میں زیادتی، نصابِ شہادت میں زیادتی، جہاد میں شرکت کے مواقع جیسی وجوہات ہو سکتی ہیں جن کی وجہ سے مرد کو فضیلت دی گئی ہے۔(9)

امام بیضاوی کی تفسیر

امام بیضاوی کے نزدیک قوامیت سے مراد وہ قوامیت ہے جو کسی عامل یا گورنر کو اپنی رعایا پر ہوتی ہے۔ امام بیضاوی نے تفضیل کے اسباب کو وہبی اور کسبی میں تقسیم کیا ہے۔ فضیلت کے وہبی اسباب میں عقل، حسن تدبیر، قوت، امامت شہادت اور عبادات کے مواقع شامل ہیں جب کہ کسبی اسباب میں مہر اور نفقہ وغیرہ شامل ہیں۔(10)

امام ابن کثیر کی تفسیر

امام ابن کثیر کے نزدیک اللہ تعالی نے مرد کو ایسا بنایا ہے کہ مرد میں فضیلت کے اسباب فی نفسہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالی نے مرد کو قیم بنایا اور انفاق اور مہر کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ مرد میں فضیلت کے اسباب فی نفسہ موجود ہونے کی قرآنی دلیل اس آیت کے علاوہ ایک اور آیت بھی ہے جس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے''۔[11]

ابو منصور ماتریدی کی تفسیر

ابو منصور ماتریدی کے مطابق تفضیل سے مراد تفضیل خلقت ہے یعنی مرد پیدائشی طور پر محنت و مشقت والے کام کے ذمہ دار بنائے گئے لہذا وہ کمائی، تجارت، پیشے اور شہروں میں آنے جانے کے ذمہ دار قرار پائے جب کہ عورتیں پیدائشی طور پر اس طرح کے مشقتی کاموں کے لیے ناموزوں قرار پائیں۔ جب کہ قوام سے مراد امارت ہے کہ جیسے امیر کی

اطاعت کی جاتی ہے ویسے شوہر کی بھی جائز باتوں میں اطاعت کی جائے اور اس کی اطاعت یہ ہے کہ اس کے گھر والوں سے حسن سلوک کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔(12)

متقدمین کی تفسیرات کا خلاصہ

متقدمین کے ہاں قوام سے متعلق یہ بحث غالب ہے کہ قوامیت کے نتائج کیا ہوں گے اور مرد کی سربراہی میں بننے والے خاندان میں مرد کو کیا اختیارات حاصل ہوں گے۔ گزشتہ بالا تفسیرات سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ قوامیت دراصل ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے مرد اپنے گھر کی خواتین خواہ وہ بیوی ہو، بیٹی ہو یا والدہ ہو ان کی کفالت کا ذمہ دار ہو گا، ان کی ضروریات کا بندوبست کرے گا اور انہیں ایسے کاموں سے روکے گا جس میں ان کے لیے یا ان کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ ہو۔ اس کی وجہ سے مرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کہیں نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ عورتوں کو باہر نکلنے سے روک سکتا ہے اور عورتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ جائز باتوں میں مردوں کی اطاعت کریں۔

بعض کو بعض پر فضیلت کیوں حاصل ہے؟

قرآن کریم میں قوامیت کو مرد سپرد کرنے کے بعد ارشاد فرمایا گیا کہ اس کا ایک سبب فضیلت ہے اور دوسرا سبب انفاق ہے۔ مفسرین نے قوام کی تفسیر میں اس بات پر مفصل ابحاث لکھی ہیں کہ مرد کو فضیلت کیوں دی گئی ہے۔ فضیلت کیا ہے اور کن اسباب کی بنیاد پر کس کو یہ فضیلت حاصل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر

قاضی ثناء اللہ پانی پتی قوام کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> مرد عورتوں پر ایسے قوام ہیں جیسے والی اپنی رعایا پر قوام ہوتے ہیں اور انہیں آداب سکھانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ قوّام اور قیّم کا ایک ہی معنی ہے البتہ قوّام کا لفظ زیادہ بلیغ ہے کیونکہ قوّام سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو مصلحتوں، تدبیروں اور تادیب سب کو کام میں لائے۔ قوام کی حیثیت کے دو اسباب بیان کیے جن میں ایک وہبی سبب ہے اور دوسرا کسبی۔ فضیلت کے وہبی اسباب میں عقل، حسن تدبیر، قوت، امامت شہادت، تعدد نکاح اور جمعہ و عیدین کی فرضیت اور دیگر عبادات کے مواقع شامل ہیں جب کہ کسبی اسباب میں مہر اور نفقہ وغیرہ شامل ہیں۔(13)

تفسیر المنار، رشید رضا کی تفسیر

رشید رضا نے فضیلت کی دو اقسام فطری اور کسبی ذکر کی ہیں کہ مرد اپنی خلقت میں تام ہے جب کہ عورت تام نہیں ہے۔ مگر یہ فطری خصوصیات ہیں جب کہ فضیلت کی دوسری وجہ کسبی ہے کہ مرد کو نفقہ اور سکنی وغیر نیز دیگر معاملات کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ رشید رضا کی تفسیر کا ایک ممتاز نکتہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک فضیلت صرف جنس کے لیے ثابت ہے۔ یعنی یہ فضیلت صرف ان مردوں کے لیے ہے جو قوامیت کے معیار پر پورا اترتے ہیں، مطلقاً تمام مردوں کو تمام عورتوں پر فضیلت نہیں دی گئی کیونکہ فضیلت کے معیارات علم، عمل اور تقوی ہیں اور بہت سی عورتیں علم، عمل اور تقوی کے معاملے مردوں سے زیادہ افضل ہو سکتی ہیں اس لیے یہاں قوام سے جنس مراد ہے۔(14)

کیا مرد کی قوامیت شرف وعظمت کا اعلان ہے یا ذمہ داری؟

معاصر علماء تفسیر اس نکتے کی وضاحت کرتے ہیں کہ مرد کی قوامیت تشریف نہیں بلکہ تکلیف ہے۔ یعنی مرد کو قوام قرار دینے کا مقصد مرد کی عظمت یا عورت پر اس کی حاکمیت کا اعلان نہیں ہے بلکہ یہ اس کو مکلف بنانے کا اعلان ہے۔

ابن عاشور کی تفسیر

ابن عاشور التحریر والتنویر میں قوام کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قوامیت عورتوں کی حفاظت، ان کا دفاع، روزی روٹی اور مالی معاملات کی ذمہ داری ہے۔''(15)

محمد ابوزھرۃ کی تفسیر

محمد ابوزھرۃ نے قوامیت سے ذمہ داری مراد لی ہے اور لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ مرد عورتوں کے معاملات کے ذمہ دار ہیں کہ ان کی حفاظت کریں گے، خیال رکھیں گے، مدد کریں گے لہذا باپ ہونے کی بنا پر اپنی بیٹیوں کی حفاظت اور دین واخلاق کی تربیت کریں گے، خاوند ہو کر بیویوں کی حفاظت کریں گے اور خیال رکھیں گے۔ محمد ابوزھرۃ واضح کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک عورت کے معاملات کی مرد پر ذمہ داری ریاست (یعنی سرداری) نہیں بلکہ یہ مدد اور تعاون ہے اور مرد کو ایک اضافی حکم کا مکلف بنانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالی نے یہ ذمہ داریاں مرد کو دیں اور اس کا سبب تفضیل کو بیان فرمایا۔(16)

شیخ طنطاوی کی تفسیر

شیخ طنطاوی نے قوام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قوامیت کا لفظ مبالغے کو ظاہر کرتا ہے یعنی ذمہ داریوں کو نہایت اہتمام کے ساتھ پورا کرنا مراد ہے۔ مرد عورتوں کے تمام معاملات کے ذمہ دار ہیں اور ان کے معاملات میں مصلحت کا جو بھی تقاضا ہو اسے پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے خواہ وہ ان کی ضروریات کی فراہمی ہو، تعلیم وتادیب کا معاملہ ہو یا نقصان سے بچنے کے لیے امر ونہی کا معاملہ ہو؛ مردان تمام معاملات کی ذمہ داری لے گا۔

شیخ طنطاوی کی رائے یہ ہے کہ اس آیت میں تفضیل کا اعلان ہے کہ "بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی"، یہ فضیلت جنس قوام کے لیے ہے نہ کہ دنیا کے تمام افراد کے لیے۔ یعنی اس سے مراد تمام عورتوں پر تمام مردوں کی مطلقاً فضیلت نہیں بلکہ قوام کے معیار پر پورا اترنے والوں کی فضیلت کی بات ہے۔ (17) یہ قول شیخ طنطاوی کے علاوہ متقدمین میں سے علامہ بدرالدین عینی نے بھی اختیار کیا ہے۔ (18)

مندرجہ بالا تفسیرات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ قرآن کریم میں مرد کو قوام قرار دیا ہے وہ بغرض تشریف نہیں ہے کہ اس سے مردوں کے شرف اور عظمت واضح کرنا مقصود ہو بلکہ اس سے اصل غرض تکلیف یعنی مکلف بنانا اور ذمہ داری ڈالنا ہے۔ قوام کے ذکر کے بعد جس فضیلت کا اعلان کیا گیا ہے وہ بھی صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ فضیلت کے معیار پر پورا اترنے والے اور اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے تمام انسانوں کے لیے بلاامتیاز ثابت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں۔

اگر مرد انفاق نہ کرے تو کیا قوامیت باقی رہے گی؟

درج بالا تمام بحث اس صورت میں ہے جب کہ مرد انفاق کر رہا ہو۔ لیکن بعض اوقات ایسی صورت سامنے آتی ہے کہ مرد انفاق نہیں کر رہا ہوتا جب کہ بعض صورتوں میں انفاق کے علاوہ قوامیت کے دیگر فرائض بھی ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً کبھی مرد پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی بنا پر محنت ومشقت کے قابل نہیں رہتا یا ذہنی طور پر کمزور ہوتا ہے۔ بعض اوقات مرد مالی طور پر کمزور یا مفلوک الحال ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں عورت قوت وصلاحیت، جان ومال اور عقل میں بڑھ جائے اور بعض اوقات عورت کے پاس اتنا مال یا آمدن ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے ساتھ خاوند اور

اس کے اہل و عیال پر بھی خرچ کرتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں قوامیت عورت کی طرف منتقل ہو سکتی ہے؟ اس صورت کو عام طور پر مفسرین ذکر نہیں کرتے لیکن بعض فقہاء اور مفسرین کے ہاں اس مسئلے کی وضاحت ملتی ہے۔

عورت کی قوامیت سے متعلق امام ماوردی کی رائے

فقہاء شافعیہ میں سے ابوالحسن علی الماوردی اپنی مفصل کتاب الحاوی الکبیر میں مسئلہ ولایت عورت کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''یہ جائز نہیں ہے کہ عورتیں مردوں پر قوام بن جائیں۔''[19] ابوالحسن علی الماوردی نے تفصیل سے بحث کی ہے کہ عورت کو قوامیت سپرد کرنے میں کونسی آیات واحادیث مانع ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت میں موجود ہے جس کی وجہ اس مسئلے کو نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہے۔

امام قرطبیؒ کی تفسیر

امام قرطبیؒ نے قوامیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قوام سے مراد عورت کی ضروریات کی فراہمی، تادیب، گھر میں روکنا اور باہر نکلنے سے منع کرنے جیسی ذمہ داریاں ہیں اور تفضیل کا سبب انفاق ہے لہذا مرد کی قوامیت تبھی برقرار رہے گی جب مرد انفاق کرے گا۔ اگر مرد کی انفاق کی صلاحیت ختم یا معطل ہو جائے تو وہ قوام نہیں رہے گا اور پھر عورت فسخ نکاح کا دعوی کرنے کی حق دار ہو گی۔[20] یہ قول حضرت عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابوھریرہ اور متعدد اہل علم سے بھی منقول ہے۔[21]

علی بن محمد الکیاالھراسی کی تفسیر

علی بن محمد الکیاالھراسی جو کہ مسلکاً شافعی ہیں اس مسئلے میں ان کی رائے بھی امام قرطبیؒ کے موافق ہے البتہ ان کی تشریح ذرا مختلف ہے۔ الکیاالھراسی کہتے ہیں کہ مرد جب نفقہ نہ دے تو اس کی قوامیت معطل ہو جائے گی جس کی بنا پر وہ تمام فقہی مذاہب کی رو سے عورت کو گھر میں روکنے کا مجاز نہیں رہے گا۔ جب عورت گھر میں نہیں رکے گی تو ''تحصین'' کا مقصد فوت ہو جائے گا جو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک نکاح کا مقصد اصلی ہے۔ نکاح کا مقصد اصلی فوت ہونے کے باعث عورت کو اس بات کا اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنا نکاح فسخ کروانا چاہے تو کروالے۔[22] اگر چاہے تو مرد کے پاس رہے اور خوش حالی کا انتظار کرے، اس صورت میں اس کا نفقہ قرض ہو جائے گا اور مرد کی تنگ دستی کا زمانہ آجائے تو وہ اس کا قرض ادا کردے۔[23]

امام ابو حنیفہؒ کا موقف

اگر مرد قوامیت کے فرائض سرانجام نہیں دے رہا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس مسئلے میں کچھ تفصیل ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے مطابق مرد کی تنگ دستی کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں دیا جا سکتا کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مرد کی تنگ دستی سے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ: ''وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ'' یعنی اگر مرد تنگ دست ہو تو پھر خوش حالی کا انتظار کریں۔ اس آیت سے تنگدستی کی حالت میں عورت کو صبر کرنے اور خوش حالی کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے۔ (24) گویا خاوند کا معسر یعنی تنگ دست ہونا ایسا عذر نہیں ہے کہ جس کی بنا پر عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا جائے۔

امام ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق اگر مرد عورت کو نفقہ دینے کے قابل نہیں رہا تو وہ نفقہ از خود قرض قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یا تو خاوند اور بیوی دونوں باہمی رضامندی سے اسے قرض قرار دے لیں یا پھر عورت اس کا مرافعہ قاضی کی عدالت میں لے کر جائے اور قاضی نفقہ کو قرض قرار دے گا کہ جب خاوند مال دار ہو جائے تو بیوی کے نفقہ کا قرض اتار دے۔ جب کہ اس کے برعکس امام شافعیؒ کے نزدیک یہ نفقہ خاوند پر بہر صورت لازم ہے، اگر خاوند نفقہ نہیں دے رہا تو قاضی کے فیصلے کے بغیر بھی عورت کا نفقہ قرض بن جائے گا۔ (25)

اگر عورت اپنے خاوند پر یا اس کی اولاد پر خرچ کرتی ہے اور خاوند تنگ دست ہے تو وہ شرعاً اس کی مکلف نہیں ہے لہذا اگر عورت اپنے خاوند پر خرچ کرتی ہے تو یہ اس کا تبرع شمار ہو گا۔ (26) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ریطہ بنت عبداللہ جو کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی اہلیہ تھیں انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے خاوند تنگ دست ہیں اور میں خود کما لیتی ہوں تو اپنے خاوند اور بچوں پر خرچ کروں تو صدقہ نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم ان پر خرچ کرو گی اس پر بھی تمہیں اجر ملے گا۔ (27)

اگر خاوند تنگ دست ہے اور بیوی خوش حال ہے اور اپنی اولاد پر خرچ کرتی ہے تو ائمہ احناف کا اجتہاد یہ ہے کہ عورت پر ان کا نفقہ واجب تھا لہذا وہ اپنی ذمہ داری پوری کر رہی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر بچوں کا باپ فوت ہو جائے اور اس کے علاوہ دادا یا چچا نہ ہوں جو شرعاً ان بچوں کے کفیل ہیں اور ماں کفالت کر سکتی ہے تو ماں کو ہی مکلف بنایا جائے گا۔ (28)

نتائج بحث

1. قرآنی حکم کے رو سے تمام مفسرین، محدثین اور فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ مرد کو اللہ تعالی نے دو طرح کے اسباب کی وجہ سے قوام بنایا ہے۔ وہبی اسباب میں مرد اور عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں ہیں، مرد یا عورت یا دونوں جو بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے وہ فضیلت کے مستحق قرار پائیں گے۔
2. مرد کی فضیلت کی دوسری وجہ کسبی اسباب ہیں کہ مرد کو عورت کا مہر، نفقہ اور دیگر ضروریات کا بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ مرد اس بات کا مکلف ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ اگر کبھی مرد اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سے قاصر ہو جائے تو عورت کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ قرآن کے حکم کے مطابق صبر کرے اور مرد کے ساتھ گزارا کرے یا پھر فسخ نکاح کا مطالبہ کرلے لیکن قوامیت کی ذمہ داری عورت کے سپرد نہیں کی جاسکتی کیونکہ مرد کی قوامیت منصوص ہے۔
3. امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوتا ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسے فسخ کا اختیار تو حاصل نہیں ہو گا تاہم عورت کے لیے اپنی ضروریات کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت دی جائے گی اور مرد کا گھر میں روکنے کا حق باطل ہو جائے گا۔
4. عورت اگر خود مال دار ہو اور خاوند تنگ دست ہو تو وہ اپنے شوہر پر خرچ کرنے کی ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر خرچ کرے گی تو یہ تطوع ہو گا اور اسے مال خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔البتہ اگر میاں بیوی کی اولاد ہے اور مرد کا باپ بھائی یا دوسرا کوئی اور کفالت کرنے والا نہیں ہے تو پھر عورت کو اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح خاوند اگر معذور ہے تو بھی یہی حکم ہے۔
5. قوامیت ایک ذمہ داری ہے اس لیے وہ تشریف نہیں بلکہ تکلیف ہے (یعنی اس سے مردوں کو مکلف بنانا مقصود ہے)۔ لہذا اس آیت سے مرد کی فضیلت کی بجائے اس کا مکلف ہونا ثابت ہوتا ہے۔
6. تفضیل کے وہبی سبب میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں۔اس سے مراد مطلق تفضیل نہیں ہے کہ تمام مرد تمام عورتوں سے افضل ہیں بلکہ بعض بعض سے افضل ہیں۔ لہذا بعض عورتیں بعض مردوں سے افضل ہو سکتی ہیں۔

7. اللہ تعالیٰ نے مرد کی جبلت میں وہ کام رکھے ہیں جو اس کے لیے لائق ہیں اور عورتوں کے اندر وہ خصوصیات اور صلاحیتیں جمع کی ہیں جو عورت کے لیے موزوں ہیں۔ قوامیت مرد کے سپرد کردینا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ عورت کی آزادی، وقار، انسانیت کو نظر انداز کردیا گیا ہے بلکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے۔اس کا مقصد عورت کی حفاظت، اس کی دیکھ بھال اور اس کے معاشی معاملات کی ذمہ داری اٹھانا ہے اور یہ عورت کے لیے اعزاز ہے۔

8. مرد کو قوام بنانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گھر کے کاموں یا خاندانی معاملات میں عورتوں کا کردار ختم کردیا جائے یا ان کی رائے کو اہمیت نہ دی جائے۔ اگر کسی وجہ سے گھر کی ذمہ داریوں میں مرد فعال کردار سرانجام نہیں دے پارہا تو اس کی جگہ عورت فعال ادا کرتی ہے البتہ تقسیمِ کار کے اصول کے تحت ذمہ داریاں تقسیم کرلی جاتی ہیں۔ اس طرح گھر کے کاموں میں عورت کا حصہ مرد کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] ۔ابن منظور افریقی، لسان العرب، ج12، ص497۔ لفظ: م، فصل القاف

[2] ۔ابراہیم مصطفی وآخرون، المعجم الوسیط، ج2، ص768۔ لفظ: باب القاف

[3] ۔احمد بن فارس القزوینی الرازی، مقاییس اللغۃ، ج5، ص43

[4] ۔ابن الاثیر الجزری، مجد الدین مبارک بن محمد، النهایۃ فی غریب الحدیث والاثر، بیروت: المکتبۃ العلمیۃ، 1979۔ ج4، ص124

[5] ۔عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1431ھ۔ ج20، ص189

[6] ۔زین الدین مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، 1356ھ۔ ج2، ص54

[7] ۔ابن ابی حاتم، تفسیر القرآن العظیم، السعودیہ: مکتبہ نزار مصطفی۔ ج3، ص939

[8] ۔مقاتل بن سلیمان، تفسیر مقاتل، ج1، ص370

[9] ۔ثعلبی، الکشف والبیان، ج3، ص302

[10] ۔بیضاوی، انوار التنزیل، ج2، ص72

[11] ۔سورۃ البقرۃ: 228۔ نیز ملاحظہ ہو:۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العلمیۃ، ج2، ص256

[12] ۔ابو منصور ماتریدی، تفسیر الماتریدی، ج3، ص156و158

[13]۔ قاضی ثناءاللہ، تفسیر مظہری، ج2، ص98

[14]۔رشید رضا، تفسیر المنار، ج5، ص57

[15]۔ابن عاشور، التحریر والتنویر، تونس: الدارالتونسیۃ، ج5، ص37 ومابعد

[16]۔ابوزھرہ، محمد بن احمد، زھرۃالتفاسیر، ج3، ص1667

[17]۔طنطاوی، محمد سید، التفسیرالوسیط، قاھرہ: دارالنھضۃ، مصر، 1998۔ج3، ص137

[18]۔عینی، بدرالدین، عمدۃالقاری، بیروت: داراحیاءالتراث العربی، 1431ھ۔ج20، ص189

[19]۔ماوردی، ابوالحسن علی بن محمد، الحاوی الکبیر، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1999ء۔ج16، ص156

[20]۔قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ: دارالکتب المصریۃ، 1964ء۔ج5، ص169

[21]۔ماوردی، الحاوی الکبیر، ج11، ص454

[22]۔الکیاالھراسی، علی بن محمد، احکام القرآن، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1405

[23]۔ماوردی، الحاوی الکبیر، ج11، ص454

[24]۔سرخسي، شمس الائمہ محمد بن محمد، المبسوط، بیروت: دارالمعرفۃ، 1993۔ج5، ص191

[25]۔علاؤالدین کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1986۔ج4، ص25

[26]۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحرالرائق، دارالکتاب الاسلامی، سن۔ج4، ص219

[27]۔ بیہقی، السنن الکبری، جماع ابواب صدقۃالتطوع، باب الاختیار فی صدقۃالتطوع، رقم الحدیث7760

[28]۔فخرالدین زیلعی، تبیین الحقائق، قاہرہ: المکتبۃالکبری الامیریہ، 1313ھ۔ج3ص55

نیز ملاحظہ ہو: ابن ہمام، کمال الدین، فتح القدیر، بیروت: دارالفکر۔ج4ص392

نیز ملاحظہ ہو: ابن عابدین، ردالمحتار علی الدرالمختار، بیروت: دارالفکر، 1966۔ج3ص592